ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

ڈاکٹر عمران ظفر بحیثیت مزاح نگار۔۔۔ تجزیاتی مطالعہ

سعدیہ ثناءاللہ

ایم۔فل اُردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

وسیم ارشد

معاون شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

اسماءاصغر

ایم۔فل اسلامیات، شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

Human life is surrounded by many daily difficulties and problems. But among the creations of nature, man is the only living creature who can not only laugh but also teach others to laugh. He can solve his problems and mental stress with sense of humor. This feeling motivates him to move forward in life. The human psyche is cathartic. Due to this, the importance of humor in literature increases. The importance of humor in Urdu literature is also certain. Dr. Imran Zafar is a prominent humorist of the present era, who started writing humor during his student days. He gained popularity in the public through humorous speeches in literary gatherings and is well aware of the humorous style of writing. In his research paper for M. Phil Urdu brought out regular humor by giving it a literary color through the title "Urdu Poetry Mein Tahrif Ngari". In the context of humor, two of his works have been decorated with jewels of print: "Shar Aya Shar Aya" and "Corona Mere Aagy".

Keyword:

مزاح نگاری، بھکڑپن، اسلوب، اندازِ بیاں، جمالیاتی ذوق

ہنسنا اور ہنسانا انسانی فطرت کا بنیادی اور فطری تقاضا ہے۔ انسانی زندگی کئی روزمرہ مشکلات اور مسائل سے گھری ہوئی ہے۔ لیکن قدرت کی تخلیقات میں واحد جاندار مخلوق انسان ہی ہے جو نہ صرف خود ہنس سکتا ہے بلکہ مختلف حربوں سے دوسروں کو ہنساتا ہے۔ اپنی مشکلات اور ذہنی تناؤ کا ازالہ حسِ مزاح سے کر سکتا ہے۔ یہ حِس اسے زندگی میں آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتی ہے۔ انسانی نفسیات کتھارسس کی حامل ہے۔ اسی کے مابدولت ادب میں طنز و مزاح کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اُردو ادب میں طنز و مزاح کی اہمیت بھی مسلمہ ہے۔

مزاح ایک ایسا رجحان ہے جس میں ہنسی کو بڑے لطیف انداز میں لوگوں، محفلوں اور تحاریر و تقاریر میں جگہ دی جاتی ہے۔ یہ اصطلاح قدیم یونانیوں کی اصطلاح ''مزاحی طب'' سے لی گئی ہے، جس میں انسانی جسم کے سیال مادوں کے توازن کی تعلیم دی گئی تھی۔ مزاح ایک لطیف کیفیت کا نام ہے جو انسان پہ کسی بھی حالت میں طاری ہو جاتی ہے۔ وزیر آغا اپنی تصنیف ''اُردو ادب میں طنز و مزاح'' میں اس جانب یوں اشارہ کرتے ہیں:

''ہنسی نہ صرف افراد کو باہم مربوط ہونے کی ترغیب دیتی ہے بلکہ ہر اس فرد کو نشانۂ تمسخر بھی بناتی ہے جو سوسائٹی کے مروجّہ قواعد و ضوابط سے انحراف کرتا ہے۔ چناں چہ مزاحیہ کردار صرف اس لیے مزاحیہ رنگ میں نظر آتا ہے کہ اس سے بعض ایسی حماقتیں سرزد ہوتی ہیں جن سے سوسائٹی کے دوسرے افراد محظوظ ہوتے ہیں۔''(1)

عام طور پر طنز و مزاح کو ادب کی ایک صنف قرار دیا جاتا ہے لیکن یہ صنف نہیں بلکہ اُسلوب یا تکنیک ہے جس کی اپنی کوئی ہیئت نہیں، یہ نظم و نثر کی تمام اصناف میں استعمال کی جاتی ہے۔ نہ صرف نظم بلکہ نثر میں بھی مزاح پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں :

''طنز و مزاح انسان کی جبلت میں شامل ہیں۔ مزاح بالعموم اس وقت پیدا ہوتا ہے جب یک رنگی کی زد میں آئے ہوئے ماحول میں کوئی تعجب خیز ناہمواری سامنے آجاتی ہے۔ اس ناہمواری کے ہمدردانہ شعور اور فن کارانہ اظہار کو مزاح سے موسوم کیا جاتا ہے۔''(2)

طنز و مزاح میں لطیف سا فرق ہے۔ طنز زندگی اور ماحول سے برہمی کا نتیجہ ہے جبکہ مزاح زندگی اور ماحول سے مفاہمت کی پیداوار ہے۔ طنز میں ایک طرح جذبہ افتخار موجود ہوتا ہے جب کہ مزاح میں ہمدردی کا عُنصر ہوتا ہے۔ ماحول اور زندگی کی طرف طنز نگار کا ردِ عمل قدرے درشت، تخریب آمیز اور احساسِ برتری کا حامل ہوتا ہے اس کے برعکس مزاح نگار کا ردِ عمل اُنس، ہمدردی اور مفاہمت کی غمازی کرے گا۔ مزاح کا مقصد اصلاح ہوتا ہے۔ مزاح کرتے وقت مزاح نگار ہنستا ضرور ہے لیکن اس ہنسی میں نشتریت نہیں ہوتی، اس کے پیچھے ہمدردی کا جذبہ کار فرما ہوتا ہے۔ لہٰذا طنز اور مزاح دو الگ عوامل ہونے کے باوجود ساتھ ساتھ چلنے والے عوامل ہیں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

''مزاح جب عدم اظہار پاتا ہے تو اُسلوب کے اوصاف سے اس کے کھردرے پن اور نوکیلے پہلوؤں کو کیمو فلاج کیا جاتا ہے۔ یوں قاری حظ بھی محسوس کرتا ہے اور کہنے والا بات بھی کہہ جاتا ہے۔''(3)

یہ قلم کار کی طبع پر منحصر ہے کہ وہ معاشرتی ناہمواری کو کس طرح بے نقاب کرنا چاہتا ہے، مزاحیہ انداز اپنا کر یا طنزیہ، یہ اس کی طبع ہے۔ بعض خرابیاں ہوتی ہی ایسی ہیں جن پر دل چاہتا ہے کہ اس کو طنزیہ انداز میں بے نقاب کیا جائے۔ جیسے منٹو کے سیاہ حاشیے میں کچھ افسانچے۔ مزاح لکھنا اور مزاح پیدا کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ مزاح نگاری کرتے ہوئے ہر درجہ سنجیدگی سے کام لیا جاتا ہے۔ ورنہ مزاح مزاح نہیں رہتا بلکہ بھکڑپن میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اُردو ادب میں کثرت سے مزاح لکھا گیا اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اُردو کا رشتہ فارسی اور سنسکرت کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور فارسی و سنسکرت میں مزاح بدرجہ اتم موجود ہے۔ اُردو نثر کے چند مزاح نگاروں میں جعفر زٹلی، اکبر الہ آبادی، مرزا فرحت اللہ بیگ، عظیم بیگ چغتائی، ملا رموزی، رشید احمد صدیقی، پطرس بخاری، شوکت تھانوی، کنہیا لال کپور، کرشن چندر، ابنِ انشاء، سید محمد جعفری، سید ضمیر جعفری، محبوب عزمی، کرنل محمد خان، شفیق الرحمن، عطاالحق قاسمی، کرنل محمد خان، یونس بٹ، شوکت زیدی، شوکت جمال وغیرہ کے نام سرِ فہرست ہیں۔

عصرِ رواں میں مزاح لکھنے والوں میں انور مسعود، کرنل اشفاق حسین، ڈاکٹر وحید الرحمن، انور مقصود، مستنصر حسین تارڑ، ڈاکٹر اشفاق احمد ورک، نشاط یاسمین اور ڈاکٹر عمران ظفر نمایاں ادیب ہیں۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج جھنگ کے شعبۂ اُردو کے سربراہ ڈاکٹر عمران ظفر عہدِ حاضر کے ایک نمایاں مزاح نگار ہیں جنھوں نے مزاح نگاری کا آغاز زمانہ طالب علمی سے کیا۔ ادبی محفلوں میں مزاحیہ تقاریر کے ذریعے عوام میں مقبولیت حاصل کی اور مزاحیہ طرزِ تحریر سے کماحقہ واقف ہیں۔ اپنے تحقیقی مقالہ برائے ایم۔ فل اُردو بعنوان ''اُردو شاعری میں تحریف نگاری (قیامِ پاکستان سے تاحال)'' کے ذریعے باقاعدہ مزاح کو ادبی رنگ دے کر سامنے لائے۔ مزاح کے ضمن میں ان کی

دو تصانیف زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں: ''شعر آیا شعر'' اور ''کرونا میرے آگے''۔ اپنی پہلی ظریفانہ کتاب ''شعر آیا شعر آیا'' کی وساطت سے ہی ظریفانہ ادب کی دنیا میں اپنی مخصوص پہچان کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ ''کرونا میرے آگے'' کے حوالے سے سٹی ۴۲ کے نمائندہ کو انٹرویو دیتے ہوئے بتاتے ہیں کہ :

> ''لاک ڈاؤن میں جب ہم قید ہو گئے تھے تو سوچا کیوں نہ اس پریشانی اور ڈپریشن کے ماحول میں کچھ مزاح پیدا کیا جائے۔ اس دوران کچھ نظمیں اور قطعات لکھ کر سوشل میڈیا پر پوسٹ کیے۔ اگرچہ آغاز میں کچھ منفی تاثرات کا سامنا کرنا پڑا لیکن بعد میں عطاالحق قاسمی، محمود صاحب اور سرفراز شاہد جیسے عظیم المرتبت شخصیات نے اپنے کالم کے ذریعے میرے اس عمل کی حوصلہ افزائی کی۔ اور یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ ایک مکمل کتاب کی صورت میں اختتام کو پہنچا۔''(4)

ظاہری بات ہے مسلسل پریشانی کے عالم میں رہتے ہوئے انسان کی بہت سی صلاحیتوں کو زنگ لگنے کا خدشہ ہے یہ ایک زندہ دل شخصیت کا ہی کام ہے کہ وہ اس آفت کی گھڑی میں بھی بے چین و بے سکون ہونے کی بجائے زندگی کے ہر لمحے سے حظ کشید کرے۔ زندگی گزارنے اور جینے کا یہی قرینہ ہے۔ مزح نگار عموماً اپنے خیالات و تاثرات کو قلم بند کرتے وقت یہ بات ذہن میں رکھتا ہے کہ اس کا بنیادی مقصد لوگوں کو ہنسانے کے علاوہ لوگوں کو ذہنی طور پہ مشغول کرنا ہے۔

ڈاکٹر عمران ظفر ادیب، محقق، نقاد، ماہر فیض شناس اور کئی کتب کے خالق و مرتب ہیں۔ ان کی شاعری کا تناور درخت کرونا جیسے دکھ بھرے اور تنہا ماحول میں اپنی الگ بہار دکھا کر، دُکھ بھری زندگی کو پسِ پشت ڈال کر مسکراہٹیں نچھاور کرتا ہے۔ قاری وقتی طور پر حزن و یاس اور مشکلات و مصائب کے بحر سے نکل کر قہقہوں کے تلاطم میں کھو جاتا ہے۔ ایک اچھا مزاح نگار سماجی اقدار کے مابین تضادات کی کوکھ سے جنم لیتا ہے۔ ڈاکٹر عمران ظفر عصری شعور کے حامل شاعر و ادیب ہیں۔ ان کا مطالعہ حتی المقدور وسیع اور مشاہدہ بہت گہرا ہے۔ بنابریں ان کو حیات کی سیلِ رواں کا خوب ادراک ہے۔ چوں کہ مارچ 2019ء سے مکمل طور پہ لاک ڈاؤن لگ چکا تھا اور نظام حیات بہت متاثر تھا۔ کاروباری مراکز، سکول، کالج، مدرسے، دفاتر اور بازار بند، حتیٰ کہ تمام دھندہ مفلوج ہو چکا تھا۔ اس عہد ناگہانی میں لکھنے والے کی صلاحیت پر منحصر تھا کہ وہ اپنے مطالعے اور مشاہدے کے زور پر ان ناہمواریوں کو ایک خوب صورت موڑ دے کر مزاح کا روپ دے۔ کیوں کہ ہر بندہ پریشان حال پھر رہا تھا۔ موصوف نے اس مشکل کڑی میں پریشان ہونے کی بجائے زندہ دلی کا مظاہرہ کیا، دوسروں کو اپنی شگفتہ مزاجی و دانشوری سے ہنسانے کا ارادہ باندھا اور ''کرونا میرے آگے'' جیسی کتاب لکھی ۔ شعری حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

لاک ڈاؤن

دو مہینے ہو چلے گھر پہ ہمیں

بیٹھے ہیں زوجہ کا پلو تھام کے

لاک ڈاؤن نے نکما کر دیا

''ورنہ ہم بھی ادمی تھے کام کے''(5)

عشاق متوجہ ہوں......!

چند باتوں پر عمل عاشقِ لاچار کریں

یعنی چھ فٹ سے محبت ہی کا اظہار کریں

وصلِ جاناں ہو تو ہر گز نہ چھوئیں دستِ صنم

چھینکیں روکیں، نہ کہیں حسن کو بیمار کریں (6)

مزاح کے جہاں بہت سے حربے ہیں وہاں تحریف اس کا عمدہ حربہ ہے۔ تحریف نگاری یا پیروڈی ایک ادبی طرز تخلیق ہے جس میں کسی نظم یا نثر کی اصل صورت کی نقل کر کے اس میں مزاح کا رنگ پیدا کیا جاتا ہے۔ دراصل یہ وہ صنفِ ظرافت ہے جس میں کسی نظم یا نثر کی نقل اتاری جاتی ہے اور خیالات کو اس انداز سے بدل دیا جاتا ہے کہ تحریر میں مزاحیہ تاثرات پیدا ہو جائیں۔ بعض اوقات حرف اور حرکت کی تبدیلی سے بھی پیروڈی ہو جاتی ہے۔ اس کو جوابی نغمہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ ڈاکٹر عمران ظفر نے اس طرزِ ظرافت سے خوب کام لیا اور تمام نامور شعرا کے کلام کی پیروڈی کر ڈالی۔ اس سلسلے میں میر و غالب، مومن، حسرت موہانی، اکبرالٰہ آبادی، نظیرا کبر آبادی، حیدر علی آتش، انشاء اللہ خان انشاء، تابش دہلوی، داغ اور اقبال سب کے کلام کو پیراڈای کی۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے لیکن عمران ظفر کے قلم کی روانی کے آگے یہ مشکل کام بھی سہل ہوتا گیا۔ بڑی بات تو یہ ہے کہ ڈاکٹر عمران ظفر موضوع کے مطابق کوئی نہ کوئی شعر طنزاًذکر کر دیتے ہیں۔ اشعار کے ساتھ ساتھ پوری پوری غزل کی بھی تحریف کر دیتے ہیں۔ مثال ملاحظہ فرمائیں:

اثر اس کو ذرا نہیں ہوتا (مومن خان مومن)

ہم کو خوف خدا نہیں ہوتا

وقت جب تک برا نہیں ہوتا

احتیاط، احتیاط، اے لوگو!

اس میں خرچہ ذرا نہیں ہوتا

اس قدر زور سے نہ کر آ آ۔ چھو!

سب کا دل ایک سا نہیں ہوتا

سارا معمول ہو گیا گڑ بڑ

اب صبح ناشتہ نہیں ہوتا

ہے قرنطینہ میں میاں بیوی

فون بھی اب چھپا نہیں ہوتا

منتیں، ترلے کرتا ہوں میں ظفر

''جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا''(7)

~~~~~~~~~~~~~~~~~~

ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں (علامہ محمد اقبال)

قرنطینہ سے بھاگنا چاہتا ہوں

''مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں''

وبا کے دنوں عجیب سی ہے وحشت

میں گھر سے نکل، گھومنا چاہتا ہوں

یہی وسوسہ مجھ کو گھیرے ہوئے ہیں

''چراغِ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں''

کرونا کے کھاتے میں پیسے بٹورے

کوئی چیف جسٹس، نیا چاہتا ہوں
~~~~~~~~~~~~~~~~~~

خدا کا نہیں دن میں ڈر اور شب کو

اذاں دے کے اس کی رضا چاہتا ہوں

ظفر روحِ اقبال کو بھی ہنسائے

وہ اک بانکپن، وہ ادا چاہتا ہوں(8)

میر تقی میر کے قطعہ کی پیروڈی کچھ یوں کرتے ہیں:

پھر ملیں گے

یہ بلا ہے، وبا ہے، کیا ہے ظفر

جس نے ہے خوف، ہر سو پھیلایا

اب تو جاتے ہیں آئیسولیشن میں

''پھر ملیں گے گر خدا لایا''(9)

میر تقی میر کا یہ قطعہ اگرچہ تصوف پہ مبنی ہے اور دنیا کی بے ثباتی کے فلسفے کا ترجمان ہے لیکن ڈاکٹر عمران ظفر نے اس فلسفے کے اندر بھی ایک مزاح کی تار چھیڑ ی ہے۔ دنیا کی بے ثباتی اور موت اگرچہ لمحہ بھر کے لیے انسان کو غمگیں کر دیتی ہے مگر ڈاکٹر عمران ظفر کے رنگین اُسلوب نے اس فلسفے کے اندر بھی ایک مزاحیہ پہلو پیدا کر دیا ہے۔ جس سے یہ قطعہ اپنے اصل معنی کے برعکس ہو گیا ہے۔ جسے پڑھ کے غموں سے چور قاری ایک لمحے کے لیے ہنس دیتا ہے۔ ان کے اس کمال ہنر کے بارے میں ڈاکٹر سید مظفر عباس لکھتے ہیں:

> ''اگرچہ تحریف نگاری میں دوسرے شعراء کا کلام ہی مستعار لیا جاتا ہے۔ مگر اس کو فنی مہارت سے اس طرح پیش کرنا کہ نقل اصل کے مقابل میں آ جائے۔ ہر ایک کے بس کی بات نہیں یہ صرف شاعرانہ تعلیٰ ہی نہیں بلکہ حقیقت ہے عمران ظفر نے ایک ہی موضوع پر اتنی تحریفات لکھ کر اردو ادب میں ایک نئی مثال پیش کی ہے۔''(10)

پاکستان میں آئے روز سیاسی صورتحال انتہائی نازک اور دقیق ہوتی چلی جارہی ہے۔ دن بدن سیاست کے حالات بُرے ہوتے جارہے ہیں۔ یہ دور سیاسی کشمکش اور انتشار کا دور ہے۔ ہماری سیاسی تاریخ ایک شرمناک تصویر پیش کر رہی ہے۔ یہ ملکِ پاکستان جو اسلام کے نام پہ قائم کیا گیا یہاں صرف سیاسی جماعتوں کا کھلواڑ ہی چل رہا ہے۔ یہاں تک کہ کسی جماعت میں جاتے ہوئے یا حمایت کرتے ہوئے اپنی عزت کو بچانا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ موجودہ سیاسی صورت حال انتہائی نازک ہوتی جا رہی ہے۔ ان سیاستدانوں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

نے ملک کا کیا یہ حشر کر دیا؟اگر یہ لوگ اتنے مخلص اور محب وطن ہوتے تو ہمارا یہ قدرتی ذخائر سے مالا مال اور زرخیز ملک ایسا نہ ہوتا۔سیاست کی دن بہ دن بگڑتی صورت حال کو دیکھ کر ڈاکٹر عمران ظفریوں گویا ہوتے ہیں:

بھلے کوئی پٹواری ہو،یوتھیا ہو

میں ہر ایک سے فاصلہ چاہتا ہوں(11)

سیاست دانوں کی روایتی عیاری،دھوکہ دہی،غریب عوام کے کا استحصال اور چال بازیوں کو طنزاًیوں بیان کرتے ہیں:

کبھی وعدہ پورا کرتے،کبھی عہد بھی نبھاتے

ہمیں اپنے رہبروں پہ بڑا اعتبار ہوتا

یہ کہاں کی ہے سیاست کے بنے ہیں سارے ''لیڈر''

''کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غم گسار ہوتا''(12)

تعجب اس بات پر ہوتا ہے کہ موقع کی مناسبت سے ڈاکٹر عمران ظفر خیالات اور شعر کو عین وقت پر کہاں سے لے آتے ہیں؟ قدرت نے ان کے اندر ظرافت کس قدر پیدا کی ہے۔قدم قدم پہ مزاح اور شگفتگی کے پھول بکھیرتے ہیں۔دراصل ان کے مزاج میں شوخی کا جو عنصر بطورِ خمیر قادرِ مطلق نے شامل کیا ہے موصوف نے اسے اپنی تخلیقات میں اس خوبی سے منتقل کیا ہے کہ ان میں برجستگی،لطافت اور طرزِ ادا کی ندرت اُبھر آئی ہے۔ڈاکٹر عمران ظفراس اعتبار سے منفرد ہیں کہ بذلہ سنجی اور لطیفہ بازی جیسی بہت سی خوبیاں ان کے کلام میں پائی جاتی ہیں جو اس امر کی غمازی کرتی ہیں کہ ان کی فطرت میں شوخی کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور ان کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے جس قدر دلچسپ اور عمدہ پیرائے میں مزاح کے موضوع کو نبھایا ہے قاری کو اکتاہٹ محسوس ہی نہیں ہونے دیتا۔ڈاکٹر انعام الحق جاوید ان کے بارے میں کہتے ہیں:

''برادرم عمران ظفر ایک ہُونہار،ذی شعور اور محنتی نوجوان ہے۔اس نے پہلے تو اُردو ادب میں پیراڈیز پر ایم۔فل کیا اور جب انتہائی گہرائی میں جا کر ہر نوع اور ہر قسم کی تحریف کا مطالعہ کر چکا تو اس کے اندر کے مزاح نگار نے انگڑائی لی اور یہ خود پیروڈیز لکھنے لگا۔عہدِ کرونا میں اس نے کرونائی شاعری کے سلسلے میں جتنی عمدہ پیروڈیز لکھی ہیں،ان کے پیشِ نظر اسے ''پیروڈیز ایکسپرٹ'' کہنا حق بجق دار رسید کے مترادف ہو گا۔بلاشبہ عمران ظفر کی تحریفاتی شاعری،مزاحیہ ادب میں خوشگوار جھونکا ہے۔''(13)

وجودِ زن کی اہمیت سے انکار ممکن ہی نہیں باوجود یہ کہ وجودِ زن سے ہی کائنات میں رنگ بکھرے ہوئے ہیں اور ہر کامیاب مرد کے پیچھے عورت ہی کا ہاتھ ہوتا ہے،ہر فلسفی و ادیب اس صنفِ نازک سے نالاں ہی رہا ہے۔عظیم فلسفی سقراط(Socrates)جو اپنی ثقافت،حکمت اور اپنے الفاظ کی طاقت کے لیے مشہور تھا،اپنی بیوی سے چیخ و پکار،جہالت اور گھبراہٹ سے بھرے ماحول میں رہ رہا تھا۔اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے یونان کی بدتمیز ترین عورت سے شادی کی تھی۔اس فیصلے پہ اس کا کہنا تھا کہ میں اس کے ذریعے صبر و تحمل سیکھنا چاہتا ہوں۔ظاہری بات ہے اس مخلوق کی شاؤٹنگ کے پیچھے بھی کوئی نہ کوئی فلسفہ ہی ہوتا ہے جسے عمران ظفر جیسے ذی شعور انسان نے بھانپ لیا کہ عورت ذات واحد ایسی مخلوق ہے جو صرف پیار کی زبان سمجھتی ہے۔اور اس کپتّی مخلوق سے کس طرح اتفاق کر کے گھر کو جنت نظیر بنانا ہے۔

ہو کے میکے سے جو آتی ہو تو لڑتی کیوں ہو؟

مجھ پہ اے جانِ غزل اتنا بگڑتی کیوں ہو؟

B. P بڑھ جائے گا تم اتنا جھگڑتی کیوں ہو؟

بات ہو کوئی بھی ہر بات پہ اڑتی کیوں ہو؟؟

مجھ سے ڈرنے کی جگہ مجھ کو ڈراتی کیوں ہو؟

اوئے! کہہ کر مجھے دن رات بلاتی کیوں ہو؟(14)

تعجب کی بات یہ ہے کہ سقراط سے لیکر آج تک ہر مرد بیوی سے نالاں ہے مگر پھر بھی مستورات کے ساتھ رغبت کی خواہش ان کے اندر پائی جاتی ہے۔ موصوف نے مردوں کی اس نفسیات کو مذکورہ قطعہ میں یوں ظریفانہ انداز سے چوٹ کیا ہے:

دل میں جذبات کا طوفان لیے پھرتے ہیں

ہاں مگر ضبط کا سامان لیے پھرتے ہیں

نوے فیصد ہیں یہاں مرد جو اپنے دل میں

دوسری شادی کا ارماں لیے پھرتے ہیں(15)

ایک وقت میں عالم اپنے درس وتدریس کے عمل کو موثر بنانے کے لیے حسِ مزاح استعمال کرتے تھے۔ جس سے نہ صرف سننے والا بے حد متجسس ہو جاتا بلکہ سیکھتا بھی چلا جاتا تھا۔ مزاحیہ ادب کا افادی پہلو یہ ہے کہ اس سے نہ صرف قاری لطف اندوز ہوتا ہے بلکہ اسے زندگی زیادہ با معنی محسوس ہونے لگتی ہے لٰہذا ادب میں مزاح نگاری کو انسانی زندگی میں درپیش مسائل کا بہترین ترجمان کے طور پہ پیش کیا جا سکتا ہے اور کیا جا رہا ہے۔ اب تو خیر ڈیجیٹل دور ہے ہر چیز، ہر مشکل کا حل انٹرنیٹ پہ موجود ہے۔ پہلے پہل طلباء کو انگریزی میں مشکلات درپیش آتیں تو کہیں ریاضی کے فارمولے دماغ کا دہی بناتے۔ بہترین استاد اپنے شاگرد کی نفسیات سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ قطعہ ''شاگرد استاد سے'' میں انھوں نے بی۔اے کے طلبہ کی مشکلات کو ڈاکٹر عمران ظفر جیسے مشفق و حلیم الطبع استاد نے مزاح کے تڑکے سے یوں پیش کیا ہے۔

اردو میں ہم تو دیں گے، انگلش کا ہے جو پرچہ

یا حال میں بتا دیں اک ترجمہ ہمارا

انگلش میں پاس ہونا بس میں نہیں ہمارے

''سو بار لے چکا ہے تو امتحان ہمارا''(16)

خدا کے واسطے میری سزا کو کچھ کام کریں سر جی

سہا جاتا نہیں یہ سلسلہ طعن و ملامت کا

مجھے اپنا سبق آتا نہیں اور آپ کہتے ہیں

''سبق پڑھ پھر صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا''(17)

عہد غم میں تبسم کے سفیر شاعر ڈاکٹر عمران ظفر کا مزاح فطری ہے اکتسابی نہیں ۔ نعیم بخاری نے مصاحبے کے دوران انور مسعود سے مزاح کے بارے میں سوال کیا کہ پروفیسر صاحب مزاح کیا ہوتا ہے؟ جواب میں ڈاکٹر انور مسعود نے کہا مزاح میں ایک نقطہ اور ڈالو یہ ''مزاج'' ہوتا ہے۔ یعنی مزاح لکھنے کے لیے اس قسم کا مزاج ہونا ضروری ہے۔ کیوں کہ کسی بھی تحریر کا جذبات سے بھرپور ہونا ضروری ہے بصورتِ دیگر وہ اپنا مقام برقرار نہیں رکھ سکتی۔ ادب تو نام ہی احساسات و جذبات کا ہے۔ ڈاکٹر موصوف کے مزاج میں قدم قدم پر شوخی و ظرافت پائی جاتی ہے۔ کبھی بیگم ان کی شوخ مزاجی کا نشانہ بنتی ہے تو کبھی ہمسائے کا۔ اس سلسلۂ ظرافت میں کبھی پولیس ان کے نشانے پہ ہوتی ہے کبھی ڈاکٹر، کبھی حکیم، کبھی صحافی، کبھی تحصیل دار، کبھی قومی کرکٹ ٹیم تو کبھی واپڈا والے۔ ڈاکٹر عمران ظفر کے کلام کا مطالعہ کرنے سے وہ ایک بہترین شاعر و ادیب کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ ان کا کلام شگفتہ مزاجی، خوش اخلاقی اور شوخی و ظرافت جیسے عناصر سے لبریز ہے۔ وہ زندگی میں پیش آنے والی مشکلات و مصائب کو مخصوص شگفتہ انداز کے پیرائے میں بیان کرنے کا ہنر رکھتے ہیں۔ اس بابت ڈاکٹر مختار حریوں گویا ہوتے ہیں:

> ''ڈاکٹر عمران ظفر ایک خوب صورت جمالیاتی ذوق رکھنے والے خوش فکر شاعر ہیں۔ ان کی سنجیدہ اور مزاحیہ شاعری ایک منفرد رنگ و آہنگ رکھتی ہے۔ ڈاکٹر عمران ظفر نے طنز و مزاح کے پردے میں جو معاشرتی ناہمواریوں کو موضوع بنایا ہے، وہ معاشرتی و تمدنی زندگی کی تلخ حقیقتیں ہیں۔ انھوں نے اپنے متنوع موضوعات میں رہبر کے پردے میں راہزن، ملاوٹ و جعل سازی توانائی کا بحران، سرکاری اداروں کی خستہ حالی، میاں بیوی اور ساس بہو کے معاملات کا احاطہ کیا ہے۔ مولوی، قصائی، ڈاکٹر، انکل سام (امریکہ) کے کرداروں کو لطیف انداز میں عمدگی سے واضح کیا ہے۔ جن اصنافِ شعری (غزل، نظم اور قطعات) میں طبع آزمائی کی گئی ان کو کمال مہارت اور سلیقے سے برتا گیا ہے۔ ان کے کلام میں شگفتگی اور ظرافت بدرجہ اتم موجود ہے۔ تحریف نگاری اور تضمین کے عمدہ نمونے پائے جاتے ہیں جو ان کی فنی چابک دستی کے آئینہ دار ہیں۔''(18)

ڈاکٹر عمران ظفر قدیم ادبی روایات سے بھی استفادہ کرتے ہیں لیکن اس سلسلے میں اپنی انفرادیت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ اردو مزاح کے بے تاج بادشاہ رشید احمد صدیقی، پطرس بخاری، ابنِ انشاء، شفیق الرحمٰن، کرنل محمد خان، محمد خالد اختر، کرشن چندر اور انور سدید کی تقلید کرتے ہوئے اپنی انفرادیت برقرار رکھی یہی ان کا کمال ہے۔ موصوف کے دونوں مجموعے ''شعر آیا شعر آیا'' اور ''کرونا میرے آگے'' اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ ان کے مزاح کا ہلکا پھلکا انداز اور الفاظ کی معنوی گہرائی و گیرائی ان کی شگفتہ مزاجی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ انھوں نے معاشرے میں پائی جانے والی برائیوں پہ طنز کے نشتر تو چلائے ہیں مگر اس آڑ میں ساکھ کو پامال نہیں ہونے دیا۔ للہٰذا اکیسویں صدی کی اردو مزاح نگاری کے گلدستے میں ان کا نام گلِ سرسبد کی حیثیت رکھتا ہے۔

حوالہ جات

1۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اُردو ادب میں طنز و مزاح، مکتبہ عالیہ، لاہور، 1977ء، ص:30

2۔ ایضاً،ص:40

3۔ سلیم اختر،ڈاکٹر،اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،ص:668

4۔ عمران ظفر،ڈاکٹر،کرونا میرے آگے،فلیپ

5۔ عمران ظفر،ڈاکٹر،کرونا میرے آگے، کری ایٹو پبلشرز،فیصل آباد،2020ء،ص:30

6۔ ایضاً،ص:25

7۔ ایضاً،ص:64

8۔ ایضاً،ص:70

9۔ ایضاً

10۔ مظہر عباس رضوی،ڈاکٹر سید، سربراہ شعبہ اطفال، قومی ادارہ برائے معذوراں،اسلام آباد،فلیپ

11۔ عمران ظفر،ڈاکٹر، شعر آیا شعر، کری ایٹو پبلشرز فیصل آباد،2019ء،ص:24

12۔ عمران ظفر،ڈکٹر،کرونا میرے آگے، ص:91

13۔ انعام الحق جاوید،ڈاکٹر،کرونا میرے آگے،فلیپ

14۔ عمران ظفر،ڈاکٹر، شعر آیا شعر آیا،ص:97

15۔ ایضاً،ص:15

16۔ ایضاً،ص:51

17۔ ایضاً،ص:36

18۔ مختار حر،ڈاکٹر ، شعر آیا شعر آیا،(مشمولہ)،ص:12